روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۲۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۶/۴۱ جمعرات ۸۔ ذیقعدہ ۱۴۱۱ھ، ۲۳۔ ہجرت ۱۳۷۰ ہش، ۲۳ مئی ۱۹۹۱ء نمبر ۱۱۶

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انبیاء کی دعاؤں پر غور کریں

"انبیاء کی دعاؤں پر غور کریں اور دیکھیں یہ انعام یافتہ لوگ تھے۔ کیسے موقع اور محل کے مطابق، کتنی حکمت کے ساتھ اور درد کے ساتھ اور خلوص کے ساتھ انہوں نے ایسی دعائیں مانگیں جو معلوم ہوتا ہے کہ مانگتے وقت ہی خدا کے حضور مقبول لکھی گئی تھیں اور ان کے ردّ کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں تھا۔ کیونکہ دعائیں اپنی سچائی اور خلوص کے ساتھ خود اپنی مقبولیّت کی گواہ بن کر دلوں سے اٹھ رہی تھیں"۔

(ارشاد سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"یہ یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کی غیرت کبھی تقاضا نہیں کرتی کہ اس کو ایسی حالت میں چھوڑے کہ وہ ذلیل ہو کر پسپا جاوے۔ نہیں بلکہ وہ خود وحدہٗ لاشریک ہے وہ اپنے اس بندہ کو بھی ایک فرد اور وحدہٗ لاشریک بنا دیتا ہے۔ دنیا کے تختہ پر کوئی انسان اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ہر طرف سے اس پر حملے ہوتے ہیں اور ہر حملہ کرنے والا اس کی طاقت کے اندازہ سے بے خبر ہو کر جانتا ہے کہ میں اُسے تباہ کر ڈالوں گا، لیکن آخر اس کو معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کا بچ نکلنا انسانی طاقت سے باہر کسی قوت کا کام ہے۔ کیونکہ اگر اسے پہلے سے یہ علم ہوتا تو وہ حملہ بھی نہ کرتا۔ پس وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کے حضور ایک تقرّب حاصل کرتے ہیں اور دنیا میں اس کے وجود اور ہستی پر ایک نشان ہوتے ہیں۔ بظاہر اس قسم کے ہوتے ہیں کہ ہر ایک مخالف اپنے خیال میں یہ سمجھتا ہے کہ میرے مقابلہ میں یہ بچ نہیں سکتا، کیونکہ ہر قسم کی تدبیر اور کوشش کے نتائج اسے یہیں تک پہنچاتے ہیں، لیکن جب وہ اس زد میں سے ایک عزّت اور احترام کے ساتھ اور سلامتی سے نکلتا ہے تو ایک دم کے لئے تو اُسے حیران ہونا پڑتا ہے کہ اگر انسانی طاقت کا ہی کام تھا، تو اس کا بچنا محال تھا، لیکن اب اس کا صحیح سلامت رہنا انسان کا نہیں بلکہ خدا کا کام ہے"۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۱۳)

تقریب شادی

مکرم ظہیر احمد صاحب ابن مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب دار الصدر شرقی عقب فضل عمر ہسپتال کا نکاح ہمراہ مکرمہ نبیلہ بشیر بنت مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ حلقہ کوٹلی نوہاراں سکنہ گوہد پور ضلع سیالکوٹ بتاریخ ۲۶ را پریل ۱۹۹۱ء بعوض مبلغ پچاس ہزار روپے حق مہر پڑھا گیا۔ اسی روز تقریب رخصتی عمل میں آئی اور ۲۸ را پریل ۱۹۹۱ء کو مکرم ظہیر احمد صاحب کے چچا مکرم چوہدری مبارک احمد صاحب ایم ایس سی جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ ضلع راولپنڈی نے دار الصدر شرقی میں دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے ہر لحاظ سے بہتر اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔

مہمان نوازی خدا تعالیٰ کی خوشی کا باعث ہوتی ہے

اپنا ظاہر و باطن دونوں یکساں رکھنے کی کوشش کرو

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیّدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے)

"اگر کوئی ناواقف شہر میں آجائے اور اس کی جگہ باہر ہو تو اسے کہہ دیا جائے کہ آپ کی جگہ یہاں نہیں آپ وہاں جائیں اور وہاں جائے تو باہر والے کہہ دیں کہ فلاں جگہ چلے جائیں وہ بیچارہ حیران ہو کر ادھر ادھر چکر لگاتا رہے۔ پس ہر ایک کو چاہیئے خواہ وہ اس کا کام ہو یا نہ ہو اس کو واقف کرا دیں۔ اگر خود ساتھ نہ جا سکیں تو کسی دوسرے کو اس کے ساتھ کر دیں جو اس کو جگہ بتلا دے۔ اگر کوئی غلطی ان سے ہو جائے تو بھی اپنی طرف ہی اسے منسوب کریں۔ کیونکہ مہمانوں کا کام نہیں کہ وہ تمہارے قواعد کو یاد کریں۔ یہ قواعد صرف کارکنوں کی ہدایت کے لئے ہیں۔ بعض دفعہ دونوں جگہ مختلف کھانے پکنے سے بڑی ابتری پھیلتی ہے۔ جو چیز یہاں پکے وہی وہاں پکے۔ ہر ایک تکلیف برداشت کر کے بھی انتظام کی عمدگی میں کوشش کرو۔ بہت دفعہ کام سے کلام اچھا ہوتا ہے۔ اگر تم اچھے اخلاق اور سلوک سے پیش آؤ گے تو وہ تمہاری محبت اور اخلاق ان اعلیٰ اعلیٰ کھانوں سے بہتر ہے۔ جن کے ساتھ ترش روئی اور بدسلوکی کا برتاؤ ہو۔ پس تم کام بھی اچھا کرو اور کلام بھی اور اپنا ظاہر و باطن دونوں یکساں رکھو۔ بعض لوگ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ جب ہم دل سے خدا کا نام لیتے ہیں تو منہ اور جسم کے ہلانے کی کیا ضرورت ہے مگر یہ ان کی جہالت ہے۔ روح کو جسم سے تعلق ہوتا ہے۔ پس یہ مت خیال کرو کہ ہمارے دل میں ان مہمانوں کی عزت اور محبت ہے۔ جو کچھ دل میں ہے اس کو ظاہر بھی کرو اور صحابہؓ کی طرح مہمانوں کی خاطر تواضع کرو۔ ایک دفعہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ مہمان آگئے تو ایک صحابیؓ نے کہا یا رسول اللہ! ایک مہمان مجھے دے دیں۔ میں اسے روٹی کھلاؤں گا۔ دوسرے نے کہا یا رسول اللہ! دو مجھے دے دیں۔ جس کے دو مہمان تھے اس کے گھر میں صرف دو ہی آدمیوں کا کھانا تھا۔ اس نے بیوی سے کہا کہ بچوں کو سُلا دو اور کہہ دو کہ کھانا کھانے کے وقت تم کو جگا دیں گے۔ بچے سو گئے۔ بیوی سے کہا میں تم سے کہوں گا کہ ذرا چراغ کی بتی کو اونچا کر دو تو تم اس طرز سے اونچا کرنا کہ وہ بجھ جائے۔ خیر اس نے ایسا ہی کیا۔ چراغ بجھنے کے بعد انہوں نے مہمانوں کو کہا کہ آپ اندھیرے میں ہی کھالیں۔ دیا تو اب بجھ گیا ہے۔ مہمانوں نے کھانا شروع کیا تو یہ بھی اس طرز سے منہ ہلاتے رہے

باقی صفحہ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقامِ اشاعت: دار النصر غربی ۔ ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۳۔ ہجرت ہش ۱۳۷۰ ـــ ۲۳۔ مئی ۱۹۹۱ء

اعمال کی سمت ایمان کی طرف

بکری کو کتا سمجھ لیا جائے تو اسے دھتکار دیا جائے گا۔ اور کتے کو بکری سمجھ لیا جائے تو اسے تھپکی دی جائے گی۔ پتھر کو ہیرا سمجھ لیا جائے تو سنبھال کر رکھ لیا جائے گا۔ اور ہیرے کو پتھر سمجھ لیا جائے تو اسے گلی میں دے مارا جائے گا۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہمارے اعمال ــ اور ہمارے اقوال ــ بالکل ہمارے خیالات ــ یا سوچ کے مطابق ہوتے ہیں۔ ہم جو سوچتے ہیں اس کے مطابق کام کرتے ہیں۔ سوچ درست ہے تو کام بھی درست ہوگا۔ اور سوچ غلط ہے تو کام بھی غلط ہوگا۔ اسی سوچ کو ہم ایمان بھی کہہ سکتے ہیں اور ہے بھی یہی لفظ زیادہ درست۔ کیونکہ سوچ پختہ ہو جائے۔ خیال راسخ ہو جائے تو اسے ایمان ہی کہنا درست ہے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ ۔ اللہ تعالیٰ آپ پر ہمیشہ سلامتی نازل فرماتا رہے ۔ فرماتے ہیں:

"تمام اعمال کی طرف حرکت صرف ایمان سے ہوتی ہے۔ مثلاً سم الفار کو اگر کوئی شخص طباشیر سمجھ لے تو بلا خوف وخطر کئی ماشوں تک کھا جاوے گا۔ اگر یقین رکھتا ہو کہ یہ زہر قاتل ہے تو ہرگز اس کو منہ کے قریب بھی نہ لائے گا۔"

ایمان کی اس نہج کا سب سے بڑا اور اہم مقام کہ انسان نیکی کرنا چاہے تو اسے یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ خدا کے وجود پر ایمان ہو۔ جیسے عرف عام میں نیک کام کہا جا سکتا ہے۔ وہ ہو تو ایمان کے بغیر بھی سکتا ہے۔ لیکن اسے نیکی اور حقیقی نیکی صرف اسی وقت کہا جائے گا جب اس کی سمت خدا کی طرف ہو۔ اور اس میں تسلسل بھی اسی صورت میں پیدا ہوگا کہ اس نیکی کو خدا کی طرف منسوب کیا جائے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے۔ کہ حقیقی نیکی کے لئے نیک نیتی کی بھی ضرورت ہے اور نیّت کے نیک ہونے کا صرف اور صرف خدا کو علم ہو سکتا ہے۔ ہمارے اردگرد کے لوگ یا ہم سے بالا لوگ ہماری نیّت کو نہیں جان سکتے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم ہر اچھے کام کا منبع خدا تعالیٰ کی ذات ہی کو سمجھیں۔ اور اس سے قوت حاصل کر کے نیکیاں کریں۔

سَیر اکیلے بھی خوب ہے لیکن
اور بھی ساتھ ہوں تو بات ہے کیا
کوئی گپ شپ ہو کوئی نقد ونظر
جسم اور رُوح کا ہے اس میں بھلا
ـــــ ابوالاقبال

○

شعورِ غم طبق اندر طبق ہے
اسی غم سے زمیں کا سینہ شق ہے

یہ تیری دین ہے اے غم کے خالق
دلوں میں زندگی کی جو رَمق ہے

شہیدوں نے جسے پڑھ کر سُنایا
کتابِ عشق کا پہلا وَرق ہے

عطا کر دے مجھے بھی خلعتِ غم
اگرچہ کوئی دعویٰ ہے نہ حق ہے

کوئی آیا نہ ہو دارالاماں میں
یہ کیا غوغائے شرِّ ما خلق ہے

نہ اب زیتون کو خطرہ خزاں کا
نہ اب رنگِ رُخِ انجیر فق ہے

ہے تُو ہی محرمِ رازِ غمِ دل
تجھی پر منکشف سرِّ خلق ہے

تجھی سے مانگتا ہوں لذّتِ غم
کہ نازک ہے یہ نکتہ اور ادق ہے

ترے دشمن بھی کہنے پر ہیں مجبُور
تو سچّا ہے۔ تو صادق ہے تو حق ہے

یہی تو ہے مقامِ قابَ قوسین
اِدھر تُو ہے اُدھر ربِّ فلق ہے

بھرم قائم ہے جس سے زندگی کا
وہ تیری مسکراہٹ کی شفق ہے

نہیں یہ قطرۂ شبنم نہیں ہے
یہ گلہائے عقیدت کا عرق ہے

غلامی کا شرف تجھ کو ہے حاصل
تجھے کس بات کا مضطر قلق ہے

چوہدری محمد علی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے)

علمی مسائل

حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے) فرماتے ہیں۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور یقین کے ساتھ یہ حیرت انگیز محبت ایک طرف تھی اور دوسری طرف وہ محبت کھڑی دیکھ رہی تھی جو ابو طالب کو اپنے بھتیجے کے ساتھ تھی۔ ابو طالب اس وقت ان دو محبتوں کے درمیان آگئے یوں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابو طالب کے بھتیجے تھے۔ مگر ابو طالب نے اپنے بیٹوں سے بڑھ کر آپ سے محبت کی اور اپنے بیٹوں سے زیادہ آپ کی خبر گیری کی پس ایک طرف وہ محبت کھڑی تھی جو ابو طالب کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھی اور دوسری طرف بھتیجے کا یہ یقین اور ایمان تھا کہ میں نے جس صداقت کو قبول کیا ہے میں اسے چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ان کی ایک آنکھ کے سامنے بیک وقت یہ دو محبتیں آکر کھڑی ہو گئیں اور دوسری آنکھ کے سامنے ان کے باپ عبدالمطلب کی روح آکر کھڑی ہو گئی جنہوں نے مرتے وقت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ ابو طالب کے ہاتھ میں یہ کہتے ہوئے دیا تھا کہ ابو طالب اس کا باپ فوت ہو گیا ہے۔ اس کی ماں بھی فوت ہو گئی ہے میں نے اس کو اپنے بچوں سے زیادہ عزیز سمجھ کر پالا ہے۔ اب میں مرنے لگا ہوں اور مجھ کو تجھ پر یہ اعتبار ہے کہ تو اس کام میں سستی اور کوتاہی نہیں کرے گا۔ میں اپنی سب سے زیادہ قیمتی امانت تیرے سپرد کرتا ہوں۔ غرض باپ کی روح ایک طرف کھڑی تھی اور صداقت کے فدائی اور سچائی پر جان دینے والے بھتیجے کی روح دوسری طرف کھڑی تھی۔ مگر باوجود اسلام نہ لانے کے ابو طالب ان دو محبتوں کا مقابلہ نہ کر سکے۔ اور انہوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ دیا کہ اے میرے بیٹے جاؤ اور جس چیز کو سچا سمجھتے ہو پھیلاؤ۔ قوم کا مذہب تو میں نہیں چھوڑ سکتا۔ لیکن تیری خاطر اگر قوم مجھے چھوڑ دے تو میں تیرے لئے یہ قربانی بھی کروں گا۔ اور ہمیشہ تیرا ساتھ دوں گا۔ تب قوم نے یہ فیصلہ کیا کہ بنو ہاشم کا مقاطعہ کیا جائے۔ اس اعلان پر بنو ہاشم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر ایک وادی میں جو ابو طالب کی ملکیت میں تھی۔ چلے گئے۔ وادی سے مراد کوئی سبز و شاداب علاقہ یا وسیع زمین کا ٹکڑا نہیں بلکہ مکہ میں بے پانی اور بے سبزی کے وادیاں ہوا کرتی ہیں۔ گویا بے آب و گیاہ زمین کے کچھ ٹکڑے ہوتے ہیں لیکن چونکہ ان میں کوئی کوئی جھاڑی بھی پائی جاتی ہے۔ جس میں اونٹ وغیرہ چر لیتے ہیں اس لئے انہیں وادی کہہ دیا جاتا ہے مکہ کے پاس ایک ایسی ہی وادی ابو طالب کی تھی۔ ابو طالب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر اور ان چند مسلمانوں کو لے کر جو اس وقت مکہ میں تھے اس وادی میں چلے گئے جب وہ اس وادی میں گئے۔ تو وہ ہاشمی دشمن جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ پر بعض دفعہ گالیاں دیا کرتے تھے۔ وہ ہاشمی دشمن جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھر پھینکنے میں خوشی محسوس کیا کرتے تھے۔ وہ ہاشمی دشمن جو ابو جہل کو اکسا اکسا کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکالیف پہنچایا کرتے تھے۔ وہ بھی قومی عصبیت اور رشتہ داری کی وجہ سے اپنے گھروں کو چھوڑ کر اس وادی میں محصور ہو گئے۔ اور ان سب نے کہا کہ ہم اپنے رشتہ داروں کو نہیں چھوڑ سکتے۔

تو رشتہ داری بڑا بھاری اثر رکھتی ہے اور خونی تعلق کبھی کبھی ایسی قربانیاں بھی کروا لیتا ہے جو دوسرے حالات میں ناممکن نظر آتی ہیں۔ اسی لئے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو دنیا کے کونے کونے کے لوگوں کو ڈرا لیکن پہلے اپنے عزیزوں کو ڈرا اس لئے کہ ان کا تجھ پر دوہرا حق ہے۔ ایک حق تو یہ ہے کہ باقی دنیا کی طرح یہ بھی تباہ ہو رہے ہیں اور ایک حق یہ ہے کہ یہ تیرے رشتہ دار ہیں۔ اور ان کے باپ دادوں نے تیرے ساتھ کبھی حسن سلوک کیا تھا۔ انگریزی میں بھی مثل مشہور ہے کہ CHARITY BEGINS AT HOME یعنی صدقہ و خیرات پہلے گھر سے شروع ہوتا ہے۔ اسی طرح وعظ و نصیحت کا سلسلہ بھی ہمیشہ گھر سے ہی شروع ہونا چاہیئے۔ چنانچہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حکم کی اس طرح تعمیل کی کہ آپ مکہ کے دستور کے مطابق کوہ صفا پر کھڑے ہو گئے۔ اور آپؐ نے مختلف قبائل کو نام لے لے کر بلانا شروع کیا۔ پہلے آپؐ نے آل غالب کو بلایا اور وہ مسجد حرام سے نکل کر کوہ صفا کے دامن میں آگئے۔ اس وقت ابولہب نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا آل غالب تو آگئے ہیں۔ آپ نے جو کچھ کہنا ہے کہہ دیں۔ مگر آپؐ نے ابولہب کی بات کی طرف کوئی توجہ نہ کی۔ اور لوئی قبیلہ کے افراد کو آپ نے آواز دی۔ وہ پہنچ گئے تو ابولہب نے پھر کہا اب تو لوئی قبیلہ بھی آگیا ہے۔ اب تو آپ بتائیں آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر بھی اس کی بات کو در خور اعتناء نہ سمجھا اور آل مرہ کو آواز دی۔ چنانچہ وہ بھی آگئے پھر آپؐ نے آل کلاب اور آل قصی کو بلایا یہاں تک کہ سب لوگ جمع ہو گئے۔ اور جو لوگ خود نہ آسکے انہوں نے اپنا ایلچی بھیج دیا۔ تاکہ وہ معلوم کر کے انہیں اطلاع دے کہ آج انہیں کس غرض کے لئے جمع کیا گیا ہے جب مکہ کے تمام قبائل قریش سمیت جمع ہو گئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے خطاب شروع کیا۔ اور فرمایا دیکھو کہ اگر میں تم سے یہ کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک بہت بڑا لشکر جمع ہے جو تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ تو کیا تم میری اس بات کو مانو گے یا نہیں۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں ہم آپ کی بات ضرور مانیں گے کیونکہ ہم نے ہمیشہ آپ کو راست باز پایا ہے۔ مکہ کے حالات سے باخبر لوگ جانتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مطالبہ درحقیقت ایسا ہی تھا جیسے کسی ناممکن چیز کو ممکن تسلیم کرنے کا مطالبہ کیا جائے کیونکہ مکہ کے لوگوں کے جانور وادی میں چرا کرتے تھے۔ اور وہ ایسا علاقہ ہے جس میں کسی لشکر کا چھپ رہنا ناممکنات میں سے ہے۔ مگر ان لوگوں پر آپؐ کی راستبازی کا اس قدر اثر تھا کہ انہوں نے کہا خواہ ہماری آنکھیں اس بات کو تسلیم نہ کریں ہم آپؐ کی بات کو ضرور مانیں گے۔ کیونکہ آپ کی راست بازی ہمارے نزدیک مسلم ہے۔ جب انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یک زبان ہو کر اپنے اس یقین اور اعتماد کا اظہار کیا تو آپؐ نے فرمایا لو سنو! میں تمہیں ایک اہم خبر سناتا ہوں۔ اور وہ خبر یہ ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔ پس میں تمہیں کہتا ہوں کہ تم اگر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے محفوظ رہنا چاہتے ہو۔ تو میری اتباع کرو۔ آپ کا یہ کہنا تھا کہ ابولہب جوش سے کہنے لگا۔ (اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے) تجھ پر ہلاکت ہو اتنی سی بات کے لئے تو نے ہمیں اکٹھا کیا تھا۔ اور اسی طرح دوسرے لوگ ہنسی مذاق کرتے اور تمسخر اڑاتے منتشر ہو گئے۔ مگر جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر قسم کی مخالفت اور تمسخر اور استہزاء کے باوجود اشاعت توحید کے کام کو جاری رکھا۔ اور متواتر لوگوں کو پیغام حق پہنچاتے رہے تو اللہ تعالیٰ نے انہی میں سے ایسے لوگ پیدا کر دئیے جنہوں نے اسلام کی اشاعت کے لئے اپنی جانیں تک قربان کر دیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر انسان پر کچھ نہ کچھ بیداری کے اوقات بھی آتے ہیں۔ اور جب کسی پر بیداری کی گھڑی آتی ہے۔ اور اس کے دل کی کھڑکی کھلتی ہے تو وہ سچائی کو قبول کر لیتا ہے۔ آخر وہ لوگ بھی تھے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلے دن ایمان لائے جیسے حضرت ابوبکرؓ حضرت خدیجہؓ حضرت علیؓ اور حضرت زیدؓ۔ اور وہ لوگ بھی تھے جو آپؐ پر کئی سال بعد ایمان لائے۔ جیسے حضرت خالد بن ولیدؓ اور حضرت عمرو بن العاصؓ وغیرہ بے شک خالد بن ولیدؓ میں پہلے سال بھی عقل موجود تھی۔ لیکن فرق یہ تھا کہ پہلے سال ان کے دل کی کھڑکی نہیں کھلی تھی۔ حضرت عمرو بن العاصؓ میں بھی عقل موجود تھی۔ جو انہیں پہلے سال مسلمان بنا سکتی تھی۔ لیکن ان کے دل کی کھڑکی بھی نہیں کھلی تھی۔ حضرت ابوبکرؓ حضرت خدیجہؓ حضرت علیؓ اور حضرت زیدؓ کی کھڑکیاں کھلی تھیں اس لئے وہ پہلے دن ہی ایمان لے آئے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب فرمایا کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوا ہوں تو ان سب نے آمنا و صدقنا کہا لیکن کچھ لوگوں کی کھڑکیاں ایک سال بعد کھلیں۔ کچھ لوگوں کی کھڑکیاں دو سال بعد کھلیں۔ کچھ لوگوں کی کھڑکیاں چار سال بعد کھلیں۔ اور بعض لوگ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے قریب ایمان لائے۔ پس کھڑکی کھلنے کی بات ہے ورنہ صداقت کبھی اثر کئے بغیر نہیں رہتی

ایمان لانے والوں کی دوسری خصوصیت یہ بتائی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا بڑی کثرت کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔ چونکہ دنیا میں بعض طبائع ایسی ہوتی ہیں جو صرف اس وقت ذکر کی طرف توجہ قائم رکھ سکتی ہیں

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مولوی سیّد سرور شاہ صاحب

محترم مولانا محمد احمد صاحب جلیل مفتی سلسلہ رقم فرماتے ہیں:

مجھے حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب سے شرف تلمذ پانچ چھ سال حاصل رہا۔ تین سال جامعہ احمدیہ کی مولوی فاضل اور مربیوں کی کلاس میں اور قریباً اتنا ہی عرصہ دار الواقفین تحریک جدید میں حصولِ ثواب کی خاطر کچھ باتیں تحریر کرتا ہوں

وضع داری کے ساتھ خاکساری

حضرت مولوی صاحب نہایت باوقار اور بارعب بزرگ تھے۔ آپ کی گفتگو میں ہمیشہ متانت ہوتی۔ کبھی ابتذال کا رنگ پیدا نہیں ہوا۔ آپ کے روزمرہ کے تمام کاموں میں ایک سلیقہ پایا جاتا تھا حتیٰ کہ آپ کا لباس بھی خاص طرز کا ہوتا جس میں کبھی تبدیلی نہیں آئی۔ راستہ چلتے ہوئے آپ ادھر ادھر نہیں دیکھتے تھے اور نہ چلتے ہوئے باتیں کرنا پسند کرتے۔ وقار اور وضع داری کا اس قدر خیال رکھنے کے باوصف اگر کوئی شخص راستہ میں آپ سے کوئی دینی مسئلہ یا فتویٰ دریافت کرتا تو آپ اسے گھر پر ملنے یا دفتر میں حاضر ہونے کی ہدایت نہ فرماتے بلکہ وہیں کھڑے ہو جاتے اور پوری وضاحت کے ساتھ مسئلہ پر روشنی ڈالتے۔ بسا اوقات دیکھنے میں آیا کہ آپ نصف گھنٹہ تک کھڑے باتیں کر رہے ہیں اور سائل کو سمجھا رہے ہیں

انتہائی بے نفسی

حضرت مولوی صاحب متبحر عالم دین ہونے کے علاوہ تعلیم و تدریس کا وسیع تجربہ اور تعلیمی امور کے متعلق صائب رائے رکھتے تھے۔ آپ لمبا عرصہ جامعہ احمدیہ کے پرنسپل رہے جامعہ احمدیہ سے سبکدوش ہونے کے بعد حضرت امام جماعت (الثانی). اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے، نے آپ کو تحریک جدید کے زیر انتظام بیرونی ممالک میں دعوت الی اللہ کے لئے تربیت حاصل کرنے والے واقفین کی تعلیم کا انچارج مقرر فرمایا۔ اس وقت تیس چالیس کے قریب واقفین زندگی آپ کے زیر تعلیم تھے۔ جن میں سے اکثر مولوی فاضل یا گریجوایٹ تھے۔ آپ کے ماتحت کئی اساتذہ کام کرتے تھے۔ کالج کی طرح باقاعدہ نصاب اور تعلیم کا پروگرام مقرر تھا۔ اور امتحان بھی لیا جاتا تھا۔ اس زمانے کی بات ہے کہ واقفین کی تعلیم سے تعلق رکھنے والے کسی امر پر اساتذہ میں اختلاف رائے ہوا اور کئی روز تک وہ امر اساتذہ اور طلباء میں زیر بحث رہا۔ حضرت مولوی صاحب بھی اکثر اپنی رائے کا اظہار فرماتے اور اس کے دلائل و وجوہ بڑے زوردار الفاظ میں بیان کرتے۔ جب وہ معاملہ حضور کی خدمت میں پیش ہوا تو حضور نے جو فیصلہ فرمایا وہ حضرت مولوی صاحب کی رائے کے مطابق نہ تھا حضور کی رائے اور فیصلہ کا علم ہوتے ہی حضرت مولوی صاحب اس پر بالکل خاموش ہو گئے اور اس کے بعد اس معاملے کے متعلق اپنی رائے کا بھول کر بھی کبھی ذکر نہیں کیا۔ حضور کے فیصلے پر تنقید یا تبصرہ تو کجا اپنے موقف کی تطبیق اور توجیح کے طور پر یا اعتذار کے رنگ میں بھی کوئی کلمہ زبان پر نہ لائے بلکہ سمعاً و طاعتاً کا کامل نمونہ پیش کیا اور اپنی رائے کو کلیۃً چھوڑ کر حضور کے ارشاد کے مطابق بشاشت سے عمل درآمد شروع کر دیا۔ جو دوست حضرت مولوی صاحب سے تعارف رکھتے ہیں اور آپ کی خودداری اور خود اعتمادی والی طبیعت سے واقف ہیں۔ وہی اس واقعے کی اہمیت اور حضرت مولوی صاحب کی انتہائی بے نفسی کا صحیح اندازہ کر سکتے ہیں۔

طالب علموں کی دلی خیر خواہی

حضرت مولوی صاحب جامعہ احمدیہ میں مولوی فاضل کلاس کو منطق و فلسفہ پڑھایا کرتے تھے۔ جامعہ کے مقررہ وقت میں عموماً نصاب ختم نہیں ہوتا تھا۔ اس لئے آپ جلسہ سالانہ کے بعد تعلیمی سال کے آخر تک صبح سویرے اپنے مکان پر بھی درس دیتے۔ اکثر ایسا ہوتا کہ تقریر کی روانی میں آپ کو وقت کا خیال نہ رہتا۔ لڑکوں کے گھر یا ہوسٹل میں جا کر کھانا کھانے اور پھر تیاری کر کے جامعہ میں حاضر ہونے کا فکر ہوتا۔ زیادہ وقت ہو جانے پر بعض لڑکے آپس میں سرگوشیاں کرنے لگتے کہ حضرت مولوی صاحب کو توجہ دلائی جائے لیکن آپ کی تقریر کے دوران میں بات کرنے کی جرأت کرنا مشکل تھا۔ ایک دفعہ جب کچھ زیادہ وقت ہو گیا تو لڑکے ایک دوسرے کو اشارے کرنے لگ گئے۔ ایک لڑکے نے مجھ سے وقت پوچھا۔ ہوئے اتفاق سے صرف میرے پاس گھڑی تھی۔ میں نے آپ کے ادب اور ڈر کی وجہ سے اسے جواب دینے کی بجائے گھڑی جیب سے نکال کر اس کی طرف کر دی۔ آپ کی نظر پڑ گئی۔ آپ نے سمجھا کہ میں نے اسے گھڑی اس لئے دکھائی ہے کہ وہ آپ کو درس ختم کرنے کے لئے کہے آپ سخت ناراض ہو گئے اور مجھے کلاس سے نکل جانے کا حکم دیا۔ اس وقت آپ کے مزاج کی برہمی دیکھ کر عذر خواہی یا صفائی پیش کرنا میں نے نامناسب خیال کیا اور اسی میں خیر سمجھی کہ کلاس سے چلا جاؤں۔ اس کے بعد دو تین دن خفت کے احساس سے میں کلاس میں حاضر نہ ہوا اور حضرت مولوی صاحب کے سامنے ہوتے ہوئے ڈر بھی آتا تھا۔ تیسرے روز حضرت مولوی صاحب جامعہ میں مجھ سے ملے اور نہایت شفقت سے فرمانے لگے۔ میاں تم نے آنا ہی چھوڑ دیا۔ میں نے تمہیں ہمیشہ کے لئے تو نہیں نکالا تھا۔ آیا کرو۔ میں نے تمہارے لئے بہت دعا کی تھی۔ جہاں تک مجھے یاد ہے حضرت مولوی صاحب نے یہ بھی فرمایا۔ جب میں طالب علم سے خفا ہوتا ہوں یا سزا دیتا ہوں تو اس کے لئے ضرور دعا کرتا ہوں

شاگردوں سے پدرانہ شفقت

جامعہ سے فارغ ہونے کے بعد کی بات ہے کہ ایک دفعہ مجھے معلوم ہوا کہ حضرت مولوی صاحب کی طبیعت علیل ہے۔ میں عیادت کے لئے حاضر ہوا۔ میرے ساتھ ایک اور دوست بھی تھے۔ جو حضرت مولوی صاحب کے ماتحت دفتر میں کام کرتے تھے

مزاج پرسی کے بعد وہ دوست حضرت مولوی صاحب کے پاؤں دبانے لگ گئے انہیں دیکھ کر میں بھی آگے بڑھا۔ لیکن حضرت مولوی صاحب نے مجھے روک دیا اور فرمایا یہ تمہارا کام نہیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اکرموا اولادکم۔ کہ اولاد کی عزت کیا کرو شاگرد بھی بمنزلہ اولاد ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولوی صاحب (اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے) کے درجات جنات میں بلند کرے اور آپ کی اولاد اور شاگردوں کو آپ کے نقشِ قدم پر چلنے اور آپ کی نیک صفات کے وارث بننے کی توفیق بخشے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر

محترم مولوی بشیر احمد صاحب رقم فرماتے ہیں:

"آپ بے حد دعائیں کرنے والے بزرگ تھے اور شاگردوں کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھا کرتے تھے۔ ایک دفعہ کلاس میں فرمایا کہ بعض طلباء تھوکنے، ناک صاف کرنے وغیرہ کے بہانے سے کلاس سے باہر نکل جاتے ہیں۔ اور دیر تک کلاس میں واپس نہیں آتے۔ ایسے طلباء یہ نہ سمجھیں کہ مجھے ان کے جانے کا علم نہیں ہوتا۔ میں ان کی نقل و حرکت سے بخوبی واقف و آگاہ ہوتا ہوں۔ پھر فرمانے لگے کہ جو طالب علم میرے درس میں باقاعدگی کے ساتھ شرکت کرے۔ اس کا درس میں شامل ہونا ہی اس کی کامیابی کے لئے ضمانت ہے چنانچہ ہم نے آپ کے اس فرمودہ کا بارہا تجربہ کیا اور دیکھا کہ جو طلباء آپ کے درس میں باقاعدگی کے ساتھ شریک ہوتے تھے۔ وہ ضرور کامیاب ہو جاتے تھے۔ نتیجتاً ہم یہی سمجھے کہ ایسے طلباء روزانہ درس میں شریک ہونے کی وجہ سے آپ کی نظروں کے سامنے رہتے تھے اور آپ کی دعاؤں کے مورد بنتے تھے۔

۱۹۳۷ء میں خاکسار مولوی فاضل کے امتحان میں شریک ہوا۔ اس وقت پنجاب یونیورسٹی کی طرف سے قادیان امتحان کا سنٹر بن چکا تھا۔ جامعہ احمدیہ کے آپ پرنسپل تھے۔ مولوی فاضل کو آپ منطق اور فلسفہ پڑھاتے تھے۔ امتحانات تعلیم الاسلام کالج کے ہال میں شروع ہوئے۔ آپ کا یہ دستور تھا کہ امتحان شروع ہونے سے قبل آپ وہاں تشریف لاتے اور دعا کراتے دعا کے بعد طلباء کمرہ امتحان میں چلے جاتے جس دن منطق و فلسفہ کا پرچہ تھا۔ اس دن حسب دستور آپ نے دعا کرائی۔ اور اس کے بعد واپس گھر تشریف نہیں لے گئے بلکہ جامعہ احمدیہ میں تشریف لے گئے اور تھوڑی دیر کے بعد تعلیم الاسلام ہائی سکول میں واپس تشریف لے آئے تاکہ پرچے کے متعلق کچھ معلومات حاصل فرمائیں۔ طلباء کے خیال میں پرچہ کچھ سخت تھا۔ اس لئے نصف وقت گذرنے سے قبل ہی انہوں نے شور مچانا شروع کر دیا۔ سپروائزر سے کہا کہ ہمیں باہر جانے کی اجازت دی جائے۔ سپروائزر نے اس شرط پر نصف وقت سے قبل باہر جانے کی اجازت دی کہ سوالات کے پرچے ہمراہ نہ لے جائیں۔ چنانچہ کچھ طلباء چلے گئے اور بہت سے طلباء نصف وقت گذرنے پر نکل گئے۔ خاکسار اور منشی فاضل کے بعض طلباء رہ گئے۔ وقت ختم ہونے میں صرف چند منٹ باقی تھے جب خاکسار پرچہ تحریر کر کے باہر آیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ شفیق و مہربان استاد حضرت مولوی صاحب طلباء کے جھرمٹ میں باہر کھڑے ہیں۔ میں بھی جلدی سے وہاں پہنچا تو پتہ چلا کہ آپ اس امر پر اظہارِ ناراضگی فرما رہے ہیں کہ طلباء نصف وقت سے قبل کیوں اٹھ آئے اور فرما رہے تھے کہ آخر وقت تک بیٹھنا اور غور و فکر کرنا چاہیئے تھا۔ دوران گفتگو میں آپ نے دریافت فرمایا کہ کسی طالب علم نے پورے سوالات بھی کئے ہیں۔ خاکسار آگے بڑھا اور عرض کیا۔ حضور میں نے اپنی سمجھ کے مطابق سب سوالات کئے ہیں۔ آپ نے مجھے تھپکی دی اور دعا دی۔ اور فرمایا تم کامیاب ہو جاؤ گے۔ چنانچہ اس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سال جامعہ احمدیہ کے دس طلباء میں سے صرف دو کامیاب ہوئے جن میں سے ایک خاکسار تھا۔

ہمارا نتیجہ یونیورسٹی کی معینہ مدت سے بھی دیر سے نکلا۔ ابھی نتیجہ نہیں نکلا تھا کہ میں نے خواب دیکھا کہ ایک ہوائی جہاز قادیان آیا ہے جس سے ایک کاغذ نیچے پھینکا گیا ہے۔ وہ کاغذ میں نے پکڑا اس میں نتیجے کا اعلان ہے اور طلباء کی کامیابی کا ذکر ہے اور ان میں میرا نام بھی ہے۔ ہوائی جہاز پرچہ پھینک کر چلا گیا لیکن تھوڑی دیر بعد پھر واپس آیا اور ایک پرچہ پھینکا گیا اس میں لکھا تھا۔ ایک ماہ بعد دو طالب علم اور کامیاب ہوں گے۔ حضرت مولوی صاحب نے اس کی تعبیر یہ بیان کی کہ دو لڑکے پاس ہوں گے جن میں سے ایک آپ ہوں گے۔ اور دو لڑکوں کے نمبروں میں کچھ کمی ہوگی جن پر دوبارہ غور ہوگا ان کا نتیجہ ایک ماہ بعد آئے گا۔ اور وہ بھی کامیاب ہو جائیں گے۔ چنانچہ جب نتیجہ نکلا تو خاکسار اور مولوی محمد احمد صاحب ثاقب کامیاب ہوئے اور نتیجہ کے ایک ماہ بعد مولوی محمد ابراہیم صاحب بھامڑی اور ایک اور دوست کامیاب ہوئے جب نتیجے کا اعلان اخبار میں آیا تو آپ نے از راہ شفقت ایک آدمی بھیجا اور خاکسار کو بلا کر کامیابی کی مبارکباد دی اور بعض ان طلباء کے متعلق جو کلاس میں اچھے طلباء شمار ہوتے تھے اور بہت محنتی تھے لیکن فیل ہو گئے تھے۔ اظہار ہمدردی فرمایا اور ساتھ ہی فرمایا دراصل اپنی محنت پر ہی ناز نہیں کرنا چاہیئے بلکہ خدا پر توکل کرنا ضروری ہے کیونکہ امتحان کے وقت ذہن کو جلا دینے والا بھی خدا ہے۔

مکرم مولانا احمد خان صاحب نسیم تحریر فرماتے ہیں:

"میں ۱۹۱۲ء میں قادیان گیا تھا جبکہ میری عمر تقریباً ۸ برس کی تھی۔ میں بچپن سے جب سے مجھے ہوش ہے حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کو جانتا تھا۔ میں نے آپ کے اخلاق، آداب کا جو نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ایسے آدمی کبھی کبھار پیدا ہوتے ہیں۔ میں نے بارہا اس نہج پر سوچا ہے کہ جس قدر نماز با جماعت کی پابندی حضرت استاذی المکرم میں پائی جاتی تھی۔ شاید کم ہی لوگ آپ کے برابر ہوں گے۔ اور جس قدر نکاح اور نماز جنازہ آپ نے پڑھائے ہیں شاید تاریخ میں آپ کے برابر کوئی بھی نہیں ہوگا۔ آپ مصروف الاوقات تھے۔ مگر کبھی بھی آپ نے کسی کام سے تنگی یا ترشروئی کا اظہار نہیں فرمایا۔ نماز اتنے شغف سے ادا فرماتے تھے کہ مقتدی بعض دفعہ گھبرا جاتے تھے کہ مولوی صاحب بہت لمبی نماز پڑھاتے ہیں مگر بارہا میں نے مولوی صاحب کو حلفاً فرماتے سنا کہ میں تین سے زائد دفعہ تسبیح نہیں کہتا۔ ایک دفعہ میں نے حضرت مولوی صاحب کے پیچھے ظہر کی نماز پڑھی۔ میں نے آہستہ آہستہ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ گیارہ دفعہ پڑھی تو آپ نے رکوع فرمایا۔

آپ کا حافظہ بلا کا تھا بہت بچپن اور طالب علمی کی باتیں آپ کو تفصیلات کے ساتھ یاد تھیں۔ اپنے شاگردوں کے ساتھ آپ بہت شفقت فرماتے۔ اگر کبھی کسی سے ناراضگی سے پیش آتے جو شاذ و نادر ہی ہوتا تھا تو بعد میں اس کی دلداری بھی فرماتے۔ بہت عبادت گذار تھے اور قیام اللیل میں تو میرا مشاہدہ ہے کہ رمضان کے مہینے میں مدرسہ احمدیہ کے صحن میں ایک دفعہ میں سویا ہوا تھا۔ تو میں تو حضرت مولوی صاحب کو جب بھی میری آنکھ کھلتی نماز میں مصروف پاتا۔ آپ اپنے مکان کی چھت پر نماز پڑھ رہے ہوتے۔ جو صحن بورڈنگ مدرسہ احمدیہ کے ساتھ ملحق تھا۔ اور یہ حال سارا رمضان کا مہینہ ہوتا تھا حضرت مولوی صاحب صرف جامعہ احمدیہ یا مدرسہ احمدیہ کے وقت میں ہی تعلیم میں مشغول نہیں رہتے تھے بلکہ اکثر اپنے مکان پر بھی کلاس کو وقت دیتے تھے اور اس میں خوشی محسوس فرماتے تھے۔ دینی علوم میں آپ بڑے متبحر عالم تھے مگر علم منطق اور فلسفہ میں تو آپ کا ثانی ملنا بہت مشکل تھا۔ آپ کے منطق اور فلسفہ کی بڑی سے بڑی کتاب پڑھانے میں مطالعہ کی ضرورت نہ پڑتی تھی۔ سب کتابیں آپ کو ازبر تھیں۔

آپ کا ہر شاگرد یہ سمجھتا تھا کہ حضرت مولوی صاحب کا میرے ساتھ سب سے زیادہ تعلق ہے۔ خود میں یہ سمجھتا تھا کہ حضرت مولوی صاحب میرے ساتھ خاص تعلق رکھتے ہیں۔ اور واقعہ میں مجھ سے بہت شفقت فرماتے تھے۔ میں جب جامعہ احمدیہ میں مربی کلاس میں تعلیم پاتا تھا تو مربی کلاس کا سیکرٹری بھی تھا۔ تمام اجلاس اور کلاس کے انتظامی امور مجھے سرانجام دینے ہوتے تھے۔ حضرت مولوی صاحب محترم سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مفتی تھے۔ مجھے فرمانے لگے کہ استفتاء باہر سے آتے ہیں تو تمام طلباء میں تقسیم کر دیا کرو۔ اور وہ طالب علم مجھ سے مل لیا کریں۔ میں ان کو بتا دیا کروں گا کہ فلاں فلاں کتاب سے یہ فتویٰ دیکھ کر لکھ لاؤ۔ چنانچہ ایسے ہی ہوتا رہا۔ اور بعض دفعہ حضرت مولوی صاحب کسی خاص فتویٰ کے بارہ میں مجھے ارشاد فرماتے کہ یہ تم خود فلاں کتاب کے فلاں نکات سے دیکھ کر اور تسلی کر کے لکھ کر لانا چنانچہ طلباء فتوے لکھ کر لاتے اور آپ اسی میں کچھ ترمیم فرماتے یا ٹھیک ہوتا تو اسی صورت میں اس فتویٰ پوچھنے والے کو بھجوا دیتے۔ فرمایا کرتے تھے کہ میں یہ اس لئے کرتا ہوں تا نوجوانوں کو رغبت پیدا ہو اور ان میں تحقیقات کا مادہ بڑھے۔

آپ یہ شکایت فرمایا کرتے تھے کہ میرے شاگرد جب باہر دعوت الی اللہ کے لئے جاتے ہیں تو مجھے خط نہیں لکھتے۔ میں نے زمانہ طالب علمی میں ہی اپنے دل سے عہد کیا ہوا تھا کہ جب میں باہر دعوت الی اللہ کے لئے جاؤں گا تو حضرت مولوی صاحب کو باقاعدگی سے خط لکھا کروں گا۔ چنانچہ مجھے حضرت امام جماعت نے برما میں دعوت الی اللہ کے لئے بھجوایا تو میں باقاعدگی سے آپ کی خدمت میں خط لکھتا تھا۔ جب میں جلسہ سالانہ پر برما سے آتا تو آپ مجھے بہت پیار سے ملتے اور مجھے برما میں ہی احباب کی چھٹیوں سے بارہا پتہ چلتا کہ حضرت امام جماعت جب عصر یا مغرب کے بعد مجلس عرفان میں تشریف فرماتے تو حضرت مولوی صاحب میرے خط کا کوئی واقعہ حضور کو سناتے اور دعا کے لئے درخواست کرتے۔ آپ جب کوئی مضمون لکھتے تو بہت لمبا ہو جاتا اور اس میں تکرار بھی ہو جاتی تھی۔ ایک دفعہ مجھے بلایا اور ایک مضمون دیا کہ حضرت صاحب نے قرآن کریم کے متعلق کسی کے کچھ اعتراض مجھے جواب کے لئے بھجوائے ہیں۔ میں نے جوابات لکھے ہیں مگر یہ مضمون بہت لمبا ہو گیا ہے اور میری تحریر میں تکرار بہت ہوتا ہے۔ تم اس مضمون کو پڑھ کر مختصر مضمون کی صورت میں کر دو۔ چنانچہ میں نے اور برادرم مولوی عبدالغفور صاحب فاضل نے اس سارے مضمون کو پڑھا اور پھر اس کو مختصر طور پر لکھا مگر جرأت نہ پڑتی تھی کہ وہ مضمون آپ کی خدمت میں پیش کروں۔ ڈر یہ لگتا تھا کہ اگر مولوی صاحب کو مضمون پسند نہ آیا تو آپ ہمیشہ فرمایا کریں گے کہ بعض طالب علم اپنے استادوں کی غلطیاں نکالتے ہیں۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جب آپ نے وہ مضمون مجھ سے سنا تو مجھے بہت پیار کیا اور فرمایا میاں بس میں یہی چاہتا تھا۔ تم نے بالکل میری مرضی کے مطابق مضمون کر دیا ہے۔

مکرم مولوی صالح محمد صاحب خادم دین مغربی افریقہ تحریر فرماتے ہیں:

میری عمر تقریباً نو دس سال کی تھی جب قادیان کی مقدس بستی میں آکر میں نے سکونت اختیار کی۔ چوتھی کلاس ہائی سکول سے پاس کر کے میں احمدیہ سکول میں داخل ہو گیا۔ اور پھر جامعہ میں مولوی فاضل پاس کر کے دو سال مربیین میں لگائے۔ اس لمبے عرصے میں جو میں نے استاذی المکرم جناب سید محمد سرور شاہ صاحب کے متعلق تاثر اپنے دل و دماغ میں لیا۔ اس کا خلاصہ اور نچوڑ یہ ہے کہ آپ تقویٰ اور طہارت، پاکیزگی و پاک دامنی کے مجسمہ تھے ان اوصاف حمیدہ کا ایک سمندر تھا جو آپ کے دل میں موجیں مار رہا تھا۔ اور ان لہروں کے باہمی ٹکراؤ سے نور کی کرنیں آپ کے چہرہ مبارک سے پھوٹ پھوٹ کر ضیاباری کرتی تھیں۔ میں نے ایک لمبا عرصہ آپ کے زیر سایہ گذارا۔ میں نے ایک لمبا عرصہ آپ سے فیض حاصل کیا۔ میں نے کبھی بھی آپ کو اوپر نظر کر کے چلتے نہیں دیکھا۔ مجھے آپ کے تبحر علم کے متعلق کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں اسے ہر اپنا اور پرایا جانتا ہے جس چیز کا میرے دل پر سب سے زیادہ اثر ہے وہ آپ کی پاکیزگی اور پاک دامنی، تقویٰ و طہارت اور خشیت اللہ تھا۔ جو باطن میں چمکتا جس کی نورانی کرنیں چہرے سے بھی ظاہر ہوتی تھیں اس چیز پر ان کو بھی بجا طور پر فخر تھا۔ ایک شادی کا موقعہ تھا۔ لڑکے کی عمر لڑکی سے بہت زیادہ تھی۔ اس پر لڑکی کے بعض رشتہ داروں کو اعتراض پیدا ہوا اور وہ آپ کے پاس مشورہ کے لئے گئے۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا جس نے اپنی جوانی کو پاکدامنی اور پاکیزگی سے گذارا ہو اس پر عمر کی زیادتی کا زیادہ اثر نہیں ہوتا۔

ایک دفعہ ٹھیکری والے کے سکھوں اور احمدیوں میں کسی وجہ سے لڑائی ہو گئی۔ میں نے دیکھا کہ لمبی سی لاٹھی لے کر آپ بھی وہاں پہنچ گئے۔ باوجود اس کے کہ آپ بوڑھے تھے مگر جب مرکز اور جماعت کے وقار کا سوال سامنے آیا تو آپ بہادر سپاہی کی طرح میدان میں پہنچ گئے۔

ہم مربیوں "کے دوسرے سال میں تھے (مراد مربی کلاس) اور تفسیر کا درس جاری تھا۔ مسیح کے صلیب والے واقعہ کی تفسیر آپ فرما رہے تھے۔ اور جماعت احمدیہ کے زاویہ نگاہ سے اس کی تفسیر سمجھا رہے تھے۔ میں نے اس پر اعتراض کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لیکر حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر سلامتی نازل فرماتا رہے) کے زمانہ تک ہزاروں علماء گذرے ہیں۔ اس مفہوم کی جو آپ بیان فرما رہے ہیں۔ پہلے کسی عالم کو سمجھ نہ آئی تھی کہ اس کا اب آکر انکشاف ہوا۔ اس پر آپ نے تفسیر کی کتاب الٹی کر کے میز پر رکھ دی۔ نورانی چہرہ مسکرایا۔ یہ منظر آج بھی میری آنکھوں کے سامنے بالکل اسی طرح ہے جس طرح اس وقت تھا۔ آپ کی بات میں طوالت کا پہلو ہوتا تھا۔ مگر روحانی اور مذہبی امور کو نظام عالم کے ساتھ تشبیہ دے

باقی صـ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کس نے کیا کہا

پاکستان اسمبلی کے سابق سپیکر معراج خالد نے کہا ہے:۔

" افواج پاکستان جمہوریت کے نام پر مسلط مارشل لائی نظام کو ختم کرنے میں اپنا اثر و رسوخ استعمال کریں۔ اب پاکستان میں مارشل لاء نہیں آسکتا۔ میرے علم کے مطابق مسلح افواج مارشل لاء کو پاکستان کے لئے زہر قاتل سمجھتی ہیں۔ صدر اسحاق کا فرض ہے کہ موجودہ حکمرانوں کو بے راہ روی سے روکیں۔ جانب داری کا تاثر دور کر کے دوسری پارٹیوں کے خلاف بھی کارروائی کریں۔ انتظامیہ اور عدلیہ کی طرح ہم فوج سے بھی توقع کرتے ہیں کہ وہ عوام کو مایوسی اور بے یقینی سے نجات دلائیں۔ تاکہ وہ دوسری غیر جمہوری قوتوں کی طرف نہ دیکھیں۔ جو وارننگ بے نظیر حکومت کو دی جاتی تھی موجودہ حکومت کو کیوں نہیں دی جاتی۔ موجودہ حکمرانوں کی انصاف دشمن کارروائیوں کی پردہ پوشی کیوں کی جارہی ہے۔ وہ کون سی مصلحتیں ہیں جو جمہوری نظام کو بچانے کی کوشش میں حائل ہیں۔ جو طاقتیں وزن رکھتی ہیں۔ انہیں مصلحت اندیشی کو چھوڑنا ہوگا۔ انتخابات کرانے کی ذمہ داری ان کو دی جائے جو ہم سے زیادہ وزن اور اثر رکھتے ہیں۔ میں موجودہ انتخابی نظام کے تحت کسی الیکشن میں حصہ نہیں لوں گا۔ فوج پیپلز پارٹی کو سیاست میں ناگزیر سمجھتی تھی مگر اسے کچھ پالیسیوں سے اختلاف تھا"

اعتزاز احسن کہتے ہیں:۔

" شریعت بل کا نفاذ اوجڑی کیمپ کا پھٹنا ہے۔ نہ جانے کون سا میزائل کس قانون کو جا لگے۔ اس بل کے نفاذ سے افواج پاکستان اور آرمی ایکٹ پر کیا اثرات ہوں گے اسلام میں تو مستقل فوج کا کوئی تصور نہیں۔ اگر یہی تعبیر ہوئی تو ملکی سلامتی کو بے انتہا نقصان ہوگا۔ اسلام مساوات کا درس دیتا ہے۔ اس تشریح کے تحت صدر اور وزیر اعظم کا پروٹوکول ختم ہو جائے گا۔ اسلام میں ہتھیاروں پر پابندی کا کوئی تصور نہیں"

ایک روزنامے نے اپنے اداریے میں بتایا ہے کہ شاہ فہد بن عبدالعزیز نے حیدر آباد دکن میں منعقدہ حج کانفرنس کے نام اپنے ایک پیغام میں دنیا بھر کے مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ وہ اپنے تمام اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں سعودی فرماں روا نے کہا ہے کہ ہماری حکومت امت مسلمہ کی رفعت رفتہ کی بحالی اور اسکے غصب شدہ حقوق واپس دلانے کے لئے کوشاں ہے۔ جنمیں بیت المقدس ارض فلسطین اور دوسرے مسلم علاقوں کی آزادی شامل ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم زبانی دعوؤں کے قائل نہیں بلکہ عملی کام کرنے پر یقین رکھتے ہیں۔ آج مسلم امہ جس باہمی انتشار نفاق اور غیروں کی ریشہ دوانیوں کا شکار ہے۔ ایسے نازک حالات میں مسلم امہ میں اتحاد و اتفاق کی اہمیت اور ضرورت سے کون انکار کر سکتا ہے جب تک مسلمانوں کا مرکز ایک رہا۔ اور وہ باہم متحد ہو کر اللہ کی رسی کو تھامے رہے دنیا میں سرخرو رہے کامیابی نے ان کے قدم چومے۔ لیکن جب مسلمانوں نے اللہ کے بتائے ہوئے راستہ کو چھوڑا تو پھر قدرت نے انہیں اغیار کی غلامی میں دے دیا۔ اور وہی مسلمان جو بڑی بڑی سلطنتوں کے مالک تھے اور جنہوں نے ساری دنیا میں علم و دانش کی شمعیں روشن کی تھیں۔ جہالت و پستی کی دلدل میں پھنس گئے۔ آج جس طرف دیکھیں مسلمان مصائب کا شکار ہیں۔ قبرص، فلسطین اریٹیریا، کشمیر، افغانستان میں مسلمانوں کو بین الاقوامی سازشن کے تحت یا تو غلام بنا لیا گیا یا ان پر بیرونی طاقتوں کے آلہ کار کٹھ پتلی حکمران مسلط کر دئے گئے۔ حالانکہ قدرت نے مسلمانوں کو بیش بہا نعمتوں سے نوازا ہے۔ تیل، زرعی پیداوار، معدنیات، وسیع رقبے، اور آبادی۔ اگر ان سب سے صحیح معنوں میں فائدہ اٹھایا جائے اور مسلم ممالک متحد ہو جائیں تو وہ ایک ایسی طاقت بن سکتے ہیں جس سے ٹکرانے کی کسی میں ہمت نہیں ہوگی۔ لیکن افسوس کہ کسی بھی مسلم حکمران نے اپنے محدود مفادات سے بالاتر ہو کر مسلم امہ کے اجتماعی مفاد کے لئے کوشش نہیں کی۔

ایک اخباری رپورٹ کے مطابق پاکستان عوامی تحریک نے کہا ہے کہ شریعت بل کی (اسمبلی میں) منظوری گذشتہ ۴۳ سال میں قوم کے ساتھ سب سے بڑا مذاق ہے۔ اس سے بے اعتمادی کی فضا پیدا ہوگی اور لوگوں میں مایوسی جنم لے گی۔ یہ بات پاکستان عوامی تحریک کے چیئرمین پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری نے گذشتہ روز کہی۔ ایک اخباری بیان میں ڈاکٹر موصوف نے کہا کہ حاکم خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کر رہے ہیں تاکہ وہ ان کے لادینی خیالات اور عزائم کو ڈھانپ دے۔ انہوں نے مزید کہا کہ موجودہ سیاسی نظام جملہ خرابیوں کے باوجود اسلئے قائم رکھا گیا ہے کہ اقتصادی طور پر استحصال کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ اسمیں معاشرے میں تبدیلیاں لانے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ حالانکہ یہ معاشرہ نہایت غیر منصفانہ ہے اور اسلام کے نظریہ عدل اور برابری سے متضاد ہے۔ اعلیٰ عدالتو کو یہ اختیار بھی نہیں دیا گیا کہ وہ ایسے قوانین کو کالعدم قرار دے سکیں جو اسلامی قوانین سے متصادم ہوں۔ حکومت کا اصرار کیساتھ یہ کہنا کہ اس بل کے ذریعے فوری طور پر کوئی تبدیلیاں رونما نہیں ہو جائیں گی اسکا مطلب یہ ہے کہ حکومت بھی اس بات سے آگاہ ہے کہ یہ بل شریعت کے نفاذ میں فوری طور پر مددگار ثابت نہیں ہوگا۔ ڈاکٹر موصوف نے کہا کہ اس ساری بات سے یہ ظاہر ہے کہ موجودہ حکمران ایک لادینی آمریت کو قائم کریں گے۔ جو شریعت کے ساتھ ظلم کے مترادف ہوگا۔ پروفیسر طاہر القادری نے لوگوں سے اپیل کی کہ وہ بل کے تمام پہلوؤں پر ٹھنڈے دل سے غور کریں اور یہ سوچیں کہ اس کے برے اثرات سے کس طرح بچا جا سکتا ہے۔

بقیہ: ص ۵ سے آگے

کر اور فطرت انسانی کی وضاحت فرماکر ہر بات کو واضح فرماتے تھے۔ ایک بات اکثر بیان فرمایا کرتے تھے کہ بچہ اگر لڑکا ہوگا تو مردانہ کام ہی بچپن سے شروع کر دے گا۔ کبھی سپاہی کا کھیل کھیلے گا۔ کبھی کسان کا سا کام کرے گا اور کبھی کوئی اور اسی طرح کا کام کرے گا جو مرد بڑے ہو کر کرتے ہیں۔ اسی طرح بچہ اگر لڑکی ہوگی تو وہ گڑیوں سے کھیلے گی۔ اور کبھی کھانا پکائے گی۔ اور کبھی کوئی اور اسی طرح کا کام کرے گی جو عورتیں کرتی ہیں۔

میں نے ایک لمبا عرصہ آپ کی صحبت میں گذارا اور آپ سے فیض حاصل کیا۔ احمدیہ سکول میں کئی سال جامعہ احمدیہ میں کئی سال اور پھر آپ کے دولت کدے پر بھی جا کر آپ سے تعلیم حاصل کی۔ اتنے طویل اور لمبے عرصے میں میں نے ایک بار بھی آپ کے نورانی چہرے پر غصے اور ناراضگی کے آثار کبھی نہ دیکھے کبھی کوئی سوال یا اعتراض بھی کبھی کسی مسئلے کے بارے میں کیا تو آپ نے بہت نورانی مسکراہٹ ہی سے اس کا جواب دیا۔ بس آپ نور تھے۔ مجسم نور۔ باطن و ظاہر میں نور ہی نور۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضلوں سے ان کو وافر حصہ عطا فرمایا تھا۔ یہ کیا کم فضل تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی نیابت کا اور پھر بار بار اور کثرت کے ساتھ سیدنا حضرت فضل عمر کی نیابت کا شرف عطا فرمایا اور سلسلے کی خدمت میں اچھی طرح حصہ لینے کا شرف آپ کو بخشا۔ آپ سے وجود دنیا میں کم آتے ہیں۔ مگر جب آتے ہو تو ہزاروں کا سا کام تنہا کر جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کا قرب اعلیٰ علیین میں آپ کو حاصل ہو۔

بقیہ: ص ۳ سے آگے

جب وہ اکیلے ذکر میں مشغول ہوں اور بعض طبائع ایسی ہوتی ہیں جو دوسروں کو ذکر کرتا دیکھیں تب ان میں ذکر کرنے کا جوش پیدا ہوتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے انفرادی اور جماعتی دونوں قسم کے ذکر نمازوں میں جمع کر دیئے ہیں۔ چنانچہ ظہر اور عصر کی نمازیں اس طرح پڑھی جاتی ہیں کہ ہر شخص اپنا اپنا ذکر کر رہا ہوتا ہے۔ امام اپنے طور پر خاموشی سے ذکر کر رہا ہوتا ہے اور مقتدی خاموشی سے اپنے طور پر ذکر کر رہے ہوتے ہیں۔ لیکن مغرب عشاء اور فجر کے وقت اللہ تعالیٰ نے یہ طریق مقرر کر دیا ہے کہ جب امام سورۃ فاتحہ پڑھے تو تم بھی سورۃ فاتحہ پڑھو مگر جب وہ قرآن پڑھے تو تم خاموش رہو غرض نماز میں بھی اللہ تعالیٰ نے ایسا طریق رکھا ہے کہ بعض جگہ لوگوں کو کلیتاً امام کے تابع کر دیا ہے۔ امام کہتا ہے اللہ اکبر تو مقتدی بھی کہتا ہے اللہ اکبر۔ امام رکوع میں جاتا ہے تو مقتدی بھی رکوع میں چلا جاتا ہے۔ امام سجدہ میں جاتا ہے تو مقتدی بھی سجدہ میں جھک جاتا ہے لیکن جو خاموشی کا حصہ ہوتا ہے اس میں ہر شخص آزاد ہوتا ہے مقتدی کوئی دعا مانگ رہا ہوتا ہے اور امام کوئی دعا مانگ رہا ہوتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے دونوں طبائع کا علاج کر دیا۔ انکا بھی جو دوسروں کو ذکر میں مشغول دیکھ کر ذکر کرنے کی عادی ہوتی ہیں۔ اور انکا بھی جنہیں اس وقت عبادت میں لذت آتی ہے جب وہ علیحدہ ہوں۔ چنانچہ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جنہیں مجلس میں دعا کرتے وقت رقت آتی ہی نہیں اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ جونہی وہ کسی کی چیخ سنتے ہیں انکی بھی چیخیں نکل جاتی ہیں پہلے انہیں جوش نہیں آتا لیکن دوسرے کی گریہ وزاری دیکھ کر انہیں بھی رونا آجاتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نونہالان جماعت

بچوں کا کالم

پیارے بچو! اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے والدین اور دیگر عزیزواقارب کو صحت وسلامتی سے رکھے۔

○ حضرت فضل عمر اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے۔ کی تقریر ختم ہو چکی ہے ہم نے کہا تھا کہ جب تقریر ختم ہو جائے گی تو ہم آپ سے کچھ سوال پوچھیں گے لیکن سوال پوچھنے سے پہلے ہم چاہتے ہیں کہ آپ اس تقریر کے موضوع کے متعلق دس فقروں میں خلاصہ بیان کریں۔ صرف دس فقرے۔ کوشش کریں کہ تقریر کی زیادہ سے زیادہ باتوں کو ذکر کیا جائے۔

○ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے ایک کہانی اپنی کتب میں بیان فرمائی ہے۔ حضور اقدس ہی کے الفاظ میں وہ کہانی پیش کی جارہی ہے۔

بدی نہ کرنے کا احسان

"مجھے ایک مثال کسی نے سنائی تھی اور وہ صحیح ہے کہتے ہیں ایک شخص نے کسی کی دعوت کی اور بڑے تکلف سے اس کی تواضع کی۔ جب وہ کھانے سے فراغت پاچکا تو اس سے نہایت عجز و انکسار سے میزبان نے کہا کہ میں آپ کی شان کے موافق حق دعوت ادا نہیں کر سکا۔ آپ مجھے معاف فرمائیں۔ مہمان نے سمجھا کہ گویا اس طرح اس پر احسان جتاتا ہے۔ اُس نے کہا میں نے بھی آپ کے ساتھ بڑی نیکی کی ہے۔ اسے تم یاد نہیں رکھتے اس نے کہا وہ کون سی نیکی ہے؟ تو کہا کہ جب تم مہمانداری میں مصروف تھے تو میں تمہارے گھر کو آگ لگا سکتا تھا۔ مگر میں نے کس قدر احسان کیا ہے کہ آگ نہیں لگائی۔ یہ بدی کی مثال ہے گویا آگ لگا کر خطرناک نقصان نہیں کیا۔ بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو بدی نہ کرنے کا احسان جتاتے ہیں۔ ایسے لوگ حیوانات کی طرح ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل قدر وہی لوگ ہیں جو بدی سے پرہیز کر کے ناز نہیں کرتے بلکہ نیکی کر کے بھی کچھ نہیں سمجھتے"۔

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۳۷۸)

○ پاکستان کے مایۂ ناز اور دنیا کے ممتاز کرکٹر عمران خان آج ہمارے سکول مدرسۃ البنات ۱۵۔ لیک روڈ لاہور میں تشریف لائے۔ اُن کی آمد کا مقصد کینسر ہسپتال کے لئے فنڈ اکٹھا کرنا تھا چونکہ عمران خان کی ابھی شادی نہیں ہوئی اسلئے دسویں جماعت کی لڑکیوں نے ایک خاکہ پیش کیا کہ آپ کو کوئی لڑکی ہی پسند نہیں آتی۔ اس کے جواب میں عمران خان نے کہا کہ "ٹھیک ہے شادی تو میری ہی ہوتی ہے لیکن لڑکی کو پسند کرنے کی ذمہ داری میری چھوٹی بہن کے سر ہے جو میرے ساتھ یہاں آئی ہوئی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں آج یہاں اسلئے آیا ہوں کیونکہ میں اپنی والدہ مرحومہ شوکت خانم کی یاد میں ایک کینسر ہسپتال بنانا چاہتا ہوں چونکہ کینسر کا علاج اور دوائیاں بہت زیادہ مہنگی ہیں لہذا غریب آدمی بغیر علاج کے مر جاتے ہیں لیکن امیر آدمی بڑی آسانی سے باہر کے ملکوں میں جاکے اپنا علاج کروا لیتے ہیں اسلئے میں یہ سب کچھ کر رہا ہوں ابھی تک میرے پاس صرف ۴ کروڑ روپے جمع ہوئے ہیں جبکہ مکمل کینسر ہسپتال کے لئے چھبیس ۲۶ کروڑ کی رقم مزید درکار ہے۔ اسلئے میری آپ سے گذارش ہے کہ آپ میری بھرپور مدد کریں۔ آج سے آپ عمران خان کی اینٹی کینسر ٹیم میں شامل ہو گئے ہیں۔ اور ہم نے کینسر کے خلاف یہ میچ ہر صورت میں جیتنا ہے"۔ اسکے بعد انہوں نے ہمیں کینسر ہسپتال کے ٹکٹ دکھائے جن کو ہم بیچ کر چندہ اکٹھا کریں گے۔

میں اپنی تمام بہنوں اور بھائیوں سے اپیل کرتی ہوں کہ اس نیک کام میں بھرپور طور پر حصہ لیں۔ اسکے بعد ہم نے عمران خان سے AUTOGRAPHS لئے اور وہ کار خود DRIVE کر کے اپنی بہن کے ہمراہ سکول سے چلے گئے۔ آپ میرا یہ

میرا نام عائشہ حبیبہ ناصر ہے اور میں ساتویں جماعت میں پڑھتی ہوں۔ میرے ابو کا نام ناصر احمد خالد اور دادا ابو کا نام محبوب عالم خالد اور میرے نانا ابو کا نام چوہدری ڈاکٹر غلام مصطفےٰ ہے۔ آپ میرا یہ مضمون بچوں کے کالم میں "الفضل" میں چھاپ دیں۔ شکریہ۔

"موت دنیا کی سب سے زیادہ یقینی حقیقت ہے لیکن سب سے زیادہ بھلائی جاتی ہے"!

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

وصایا

ضروری نوٹ:- مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل ۲۸۰۱۴ میں نصراللہ خان ولد چوہدری محمد دین صاحب قوم جٹ کاہلوں پیشہ زراعت عمر ۶۵ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن چھور چک نمبر ۱۱۷ ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۹۱/۴/۱ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے (۱) چھ ایکڑ زرعی زمین مالیتی/۶۰۰۰۰ روپے (۲) مکان پختہ ۷ مرلہ واقع چھور چک نمبر ۱۱۷ مالیتی/۵۰۰۰۰ روپے (۳) نقد دو لاکھ روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ/۳۵۰۰ روپے سالانہ آمد از جائیداد بالا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ نصراللہ خان بمقام چھور چک نمبر ۱۱۷/P خاص ضلع شیخوپورہ۔ گواہ شد نمبر۱ ماسٹر محمد ابراہیم شاد صدر جماعت احمدیہ چھور چک نمبر ۱۱۷۔ گواہ شد نمبر۲۔ ممتاز احمد سیکرٹری مال چھور چک نمبر ۱۱۷ ضلع شیخوپورہ۔

مسل ۲۸۰۱۵ میں حفیظہ زوجہ عبدالغفور قوم جٹ پیشہ خانہ داری عمر ۵۵ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۹۱/۱/۲۱ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) طلائی کانٹے ایک تولہ مالیتی/۳۴۰۰ روپے (۲) سلائی مشین مالیتی/۴۰۰ روپے (۳) حق مہر وصول شدہ/۳۰۰ روپے کل جائیداد/۴۱۰۰ روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ/۱۰۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ حفیظہ زوجہ عبدالغفور محلہ کیارہ صاحب ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ۔ گواہ شد نمبر۱ عبدالغفور خاوند موصیہ۔ گواہ شد نمبر۲۔ نعیمہ داؤد صدر لجنہ اماءاللہ ننکانہ صاحب

بقیہ: صا سے آگے

کہ گویا خود بھی کھا رہے ہیں جب صبح ہوئی تو وہ شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپؐ مسکرائے اور ساتھ ہی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بھی تمہارے اس فعل پر ہنسا اور خوش ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریمؐ کو بتلا دیا کہ میں اس شخص پر خوش ہوں۔

پس تم کو بھی چاہیئے کہ تم مہمانوں کی خدمت میں لگ جاؤ اور کسی قسم کی غفلت نہ کرو۔ کیونکہ مہمان نوازی خدا تعالیٰ کی خوشی کا باعث ہوتی ہے"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰۔ دسمبر ۱۹۱۵ء)

اعلان گمشدگی: ایوان محمود سے مسلم کمرشل بنک جاتے ہوئے ۳۰۰ روپے اور میٹرک کے رزلٹ کے کاغذات کہیں گر گئے ہیں۔ جن صاحب کو ملیں وہ مکرم چوہدری محمد صدیق صاحب کو دفتر ایوان محمود میں پہنچا کر ممنون فرمائیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا تعالیٰ کے کام

"خدا تعالیٰ کے تمام کام اعتدال اور رحم سے ہیں۔ وہ کینہ ور انسان کی طرح خواہ مخواہ جلد باز نہیں اور اس کی تلوار ڈرنے والے دل پر نہیں چلتی بلکہ سخت اور بیباک پر۔ اور وہ اپنے لفظ کا پاس کرتا ہے۔" (حضرت بانی سلسلہ)

الشفیق ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر ربوہ

قائم شدہ ۱۹۷۸ء

پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن لاہور سے منظور شدہ — فون نمبر ۵۹۲

کلاسیں صبح و شام — بیکار نہ رہیئے ہنر سیکھئے

داخلہ جاری ہے

ریفریجریشن اینڈ ایئر کنڈیشننگ۔ الیکٹریشن
داخلہ کے لئے تعلیم مڈل / میٹرک
مدت کورسز ۶ ماہ (۳۰۰ گھنٹے)

امتحان حکومت لیتی ہے۔ اور وہی سند جاری کرتی ہے۔

کلاسیں ۱-۶-۹۱ سے شروع ہونگی

صاحب اولاد

اپنے چھوٹے بچوں کی صحت اور نشوونما کا خاص خیال رکھیں اگر کسی قسم کی کمزوری ہو تو مندرجہ ذیل ادویات سے انتخاب کریں

بے بی ٹانک (دودھ پیتے بچوں کیلئے)	-/۱۰	BABY TONIC
بے بی گروتھ کورس (دس سال تک کے بچوں کیلئے)	-/۳۰	BABY GROWTH COURSE
کمزوری جسم کورس (نوجوانوں کیلئے)	-/۱۰۰	BODY BUILDING COURSE
چھوٹا قد کورس (۵ سے ۲۰ سال تک کی عمر کیلئے)	-/۱۰۰	DWARFISHNESS COURSE
بول بستری کورس	-/۳۵	BED URINE COURSE
مٹی چھوڑ کورس	-/۲۰	MITI CHOUR COURSE
سوکھا پن کورس (بچوں کا)	-/۵۰	MARASMAS COURSE
آہستہ دانت نکالنا کیور	-/۲۰	SLOW DENTITION CURE
بے ترتیب دانت کیور	-/۲۰	IRREGULAR TEETH CURE

ڈاکٹرز اور سٹاکسٹس کے لئے معقول کمیشن

مندرجہ ذیل سٹاکسٹس سے خرید فرمائیں یا براہ راست بذریعہ ڈاک ہم سے منگوائیں
تین صد یا زائد کے آرڈر پر ڈاک خرچ بذمہ کمپنی

لاہور: کیور یٹو سٹور اچھرہ شاپنگ سنٹر۔ اچھرہ
فیصل آباد: کریم میڈیکل ہال گول امین پور بازار
راولپنڈی: شبیر میڈیکوز بالمقابل کنٹونمنٹ ہسپتال صدر
پشاور: ڈاکٹر عبدالرحمٰن معصوم۔ معصوم اینڈ سنز کیمسٹ شیخ آباد نمبر 1
کوئٹہ: ہومیو پیتھک ڈاکٹر بشارت احمد دکان نمبر ۲۴ خوجک روڈ پشین اڈہ
ملتان: ہومیو ڈاکٹر الطاف حسین ملک صدر بازار
کراچی: صدر میڈیکل سٹور بالمقابل ایمپریس مارکیٹ۔ صدر کراچی
حیدر آباد: ابن سینا میڈیکل سٹور گاڑی کھاتہ
سیالکوٹ: ڈان ڈرگ ہاؤس ریلوے روڈ
گوجرانوالہ: کیوریٹو میڈیسن سروسز گلی حاجی عبدالعزیز۔ باغبانپورہ

کیوریٹو میڈیسن کمپنی ربوہ (ڈاکٹر راجہ ہومیو) رجسٹرڈ

فون ۷۷۱، ۶۰۶

ملکی خبریں

○ سینٹ میں ایک تحریک استحقاق پیش کی گئی ہے۔ جس میں کہا گیا ہے کہ سالانہ ساڑھے پندرہ ارب روپے ملک سے باہر جا رہے ہیں اس کا جواب دیتے ہوئے وزیر خزانہ نے کہا کہ جب سے پاکستان بنا ہے یہ سلسلہ جاری ہے اور یہ رقم پندرہ ارب نہیں بلکہ صرف ۲ ارب روپے سالانہ ہے۔

○ غلط قرضے معاف کروانے والوں کے بارے میں سٹیٹ بنک کی تحقیقاتی رپورٹ سینٹ میں پیش کی جائے گی۔

○ وزیر اعظم نے کہا ہے کہ شریعت بل میں ترامیم ہو سکتی ہیں انہوں نے کہا کہ سینٹ میں آئی جے آئی کے اراکین شریعت بل کی منظوری کے لئے موثر کارروائی کریں۔

○ پنجاب حکومت کو بجٹ سازی میں شدید مشکلات کا سامنا ہے نئے ترقیاتی منصوبے ختم کئے جا رہے ہیں۔

○ صدر مملکت نے کہا ہے کہ نہ مارشل لاء آئے گا اور نہ قومی حکومت بنانے کی ضرورت ہے۔ اللہ کے فضل سے وزیر اعظم کی حکومت مستحکم ہے۔ تاہم انہوں نے کہا سندھ میں صورت حال اطمینان بخش نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر بے نظیر بھٹو کو میری آئینی حیثیت کے بارے میں شک ہے تو وہ سپریم کورٹ یا ہائی کورٹ میں چیلنج کریں۔ سندھ کے حالات کے بارے میں انہوں نے جام صادق حکومت کے اقدامات کی تعریف کی۔

○ وزیر ریلوے نے کہا کہ حکومت کے اقدامات کے نتیجے میں گذشتہ ۶ ماہ کے دوران ریلوے کا خسارہ ۹۳ کروڑ روپے کم ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب تک ریلوے کی موجودہ ابتر حالت نہیں بدلتی نجی شعبہ اسے نہیں خریدے گا۔

○ چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ نے سات ایڈیشنل سیشن ججوں کے خلاف کارروائی کی جن میں سے تین کو معطل کر دیا گیا اور باقی ہر کے خلاف کارروائی ہو رہی ہے۔ سپریم کورٹ اور چاروں ہائیکورٹوں کے چیف جسٹس صاحبان کے ایک اجلاس میں اعلیٰ اور ماتحت عدالتوں سے بدعنوانیاں ختم کرنے کی کوششیں جاری رکھنے کا فیصلہ کیا گیا۔

○ سندھی لیڈر جی ایم سید نے کہا ہے کہ میں نے اپنے رب سے سندھ کی آزادی کی دعا مانگی ہے۔

○ سندھ میں موہنجو داڑو ایکسپریس پر ڈاکوؤں کی فائرنگ سے ۲ خواتین زخمی ہو گئیں۔

غیر ملکی خبریں

○ بھارت کے سابق وزیر اعظم راجیو گاندھی منگل کے روز مدارس سے بیس میل دور ایک انتخابی جلسہ سے خطاب سے قبل بم کے دھماکہ کے نتیجہ میں ہلاک ہو گئے۔ خیال ہے کہ دھماکہ ریموٹ کنٹرول کے ذریعہ کیا گیا سری لنکا کی باغی گوریلا تنظیم تامل ٹائیگرز پر الزام لگایا گیا ہے کہ وہ اس واقعہ کے ذمہ دار ہیں مگر انہوں نے اس کی تردید کی ہے۔ مسٹر راجیو گاندھی کے ساتھ متعدد پولیس والے اور سیاستدان بھی ہلاک ہو گئے ہیں۔ بہت سے لوگ زخمی ہوئے ہیں۔ مسز سونیا گاندھی اس موقع پر موجود نہیں تھیں۔ اس کے ساتھ ہی پورے ملک میں تشدد کے واقعات شروع ہو گئے۔ حکومت نے انتخابات ایک ماہ کے لئے ملتوی کر دیئے ہیں۔ مختلف ممالک کے سربراہوں اور عالمی لیڈروں نے اس واقعہ کی مذمت کی ہے۔ اور راجیو گاندھی کی وفات پر افسوس کا اظہار کیا ہے۔

○ امریکی فوجیوں نے بنگلہ دیش میں متاثرین کی امداد کے لئے ڈیرے ڈال دیئے ہیں۔ امریکی فوجی جب تک چاہیں گے بنگلہ دیش میں رہیں گے۔ اور جہاں چاہیں گے آجا سکیں گے۔

○ عراق کے صدر صدام حسین نے خصوصی انقلابی عدالتیں ختم کر دی ہیں۔ یہ عدالتیں عرصہ بیس سال سے حکومت کے مخالفین کے خلاف مقدمات چلا رہی تھیں۔

○ بی بی سی نے کہا ہے کہ بھارت کے عام انتخابات میں جس قدر خونریزی ہو رہی ہے اس کے پیش نظر ان انتخابات کو کسی صورت میں بھی غیر جانبدار انتخابات نہیں کہا جا سکتا۔

○ ایتھوپیا کے صدر نے استعفیٰ دے دیا ہے اور ملک سے فرار ہو گئے ہیں ان کے استعفیٰ کی وجہ یہ ہے کہ باغی دارالحکومت کے قریب پہنچ گئے ہیں۔

○ سابق مشرقی جرمنی کے وزیر اعظم اور وزیر دفاع کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔